ڈاکٹر علی انور

ذکرِ الٰہی کا مقصود

عملی اور روحانی زندگی میں انقلاب

ذکر کے لغوی معنی:

ذکر عربی زبان میں ''ذَکَرَ'' ''یَذکُرُ'' کا مصدر ہے۔ اس کے لغوی معنی بھولی ہوئی چیز کی یاد تازہ کرنا۔

یاد کرنا

یاد رکھنا

قول و بیان

قول یاد رکھنا یا یاد کرنا

کسی چیز کو بار بار ذہن میں لانا[1]

ذکر کا اصطلاحی مفہوم:

دینی اصطلاح میں ذکر سے مراد اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا ہے۔

ذکر کی ضد ''غفلت'' ہے گویا ذکر عدم غفلت کا نام ہے۔[2]

لفظ ''ذکر'' قرآن مجید میں مختلف معنی میں استعمال ہوا ہے مثلاً

۱۔ نماز کے لیے و اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا

۱۔ اسلامی تمدن و تاریخ، ڈاکٹر حافظ محمود اختر، ص ۴۵

۲۔ اسلامی دستورِ حیات، غلام احمد حریری، ص ۴۸

الی ذکر اللہ ۔[1]

۲۔ نصیحت کے لیے ان ھو الا ذکر و قرآن مبین ۔[2]

۳۔ قرآن کریم کے لیے انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون۔[3]

۴۔ یاد کرنے کے لیے فستذکرون ما اقول لکم و أفوض امری الی اللہ ۔[4]

۵۔ یاد الٰہی کے لیے ألا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۔[5]

مذکورہ بالا ذکر کے قرآنی مفہوم پر غور کرنے سے یہ حقیقت عیاں اور کلیئر ہو جاتی ہے کہ قرآن مجید میں جہاں پر بھی ''ذکر'' کا بیان ہوا ہے ہر موقع پر اس میں ایک مشترک معنی اور مفہوم پنہاں ہے اور وہ معنی یاد الٰہی اور ذکر خداوندی کے ہیں۔

ابتداء میں ذکر خداوندی فریضہ سمجھ کر کیا جاتا ہے مگر آدمی اس پر کاربند رہے اور باقاعدگی سے ادا کرتا رہے تو یہ اس کی طبیعت میں راسخ ہو جاتا ہے پھر وہ اگر زبان سے ذکر نہ بھی کرے تو اس کا دل نور الٰہی سے معمور رہتا ہے۔[6]

امام غزالیؒ نے ذکر کے چار درجات بیان کیے ہیں:

۱۔ صرف زبان سے ذکر کرنا۔

۲۔ دل پر جبر کر کے اسے ذکر کا خوگر بنانا۔

۳۔ دل ذکر خداوندی میں اس حد تک مشغول ہو جائے کہ بلا تکلف زبان پر جاری رہے۔

۴۔ دل ذکر الٰہی میں اس حد تک مشغول ہو جائے کہ اپنے آپ کی خبر نہ

۱۔ القرآن، ۹:۶۲   ۴۔ القرآن، ۴۴:۴۵

۲۔ القرآن، ۶۹:۳۶   ۵۔ القرآن، ۲۸:۱۳

۳۔ القرآن، ۹:۱۵   ۶۔ مکاشفۃ القلوب (ابو حامد محمد الغزالی) مترجم قاری محمد عطاء اللہ، ص ۲۰۱۔

رہے۔ صوفیا کے نزدیک اس اصطلاح کا نام "استغراق" ہے اور یہی ذکر کا (چوتھا درجہ) جو درجہ اصل میں مطلوب و مقصود ہے، پہلے تین درجے اس کے لیے مقدمہ یا تمہید کا کام دیتے ہیں۔ ۱

انسان ہمیشہ اسی چیز کو یاد کرتا ہے جس کے ساتھ اس کا گہرا لگاؤ مختلف وجوہ و اسباب کی بنا پر ہوسکتا ہے۔ یہ وجوہ اچھے بھی ہو سکتے ہیں اور برے بھی۔ ایک مؤمن کامل کی دلی محبت اور مخلصانہ الفت صرف ذات باری تعالیٰ سے ہو سکتی ہے۔ اس بات کی شہادت قرآن کریم سے بھی ملتی ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

والذين آمنوا أشد حباً لله ۲

ترجمہ: اور جو مومن ہیں وہ دلی لگاؤ سب سے زیادہ اللہ کے ساتھ رکھتے ہیں۔

قرآن مجید نے اس حقیقت کا اعلان فرمایا کہ مومن کو سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہی ہوتی ہے۔ صاحب تفسیر ثنائی لکھتے ہیں کہ جو مومن ہیں وہ دلی لگاؤ اور قلبی خلوص سب زیادہ اللہ کے ساتھ رکھتے ہیں کیونکہ وہ اپنی کمال دور اندیشی سے جانتے ہیں کہ ہمارا جس قدر تعلق خدا کے ساتھ ہے اتنا کسی اور سے نہیں۔ ہماری عزت، ذلت، غربت، امارت سب اسی کے قبضہ میں ہے۔ ۳

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ متقین کی صفات کا ذکر بھی فرماتا ہے کہ وہ اس ذکرِ الٰہی کی وجہ سے متقین اور مومنین کا درجہ حاصل کرتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

۱۔ نسخۂ کیمیا یعنی کیمیائے سعادت، مصنف امام غزالی، اردو ترجمہ از پروفیسر مجید یزدانی، ص ۲۶۹۔

۲۔ القرآن، ۲:۱۶۵۔

۳۔ قرآن حکیم مترجم مع تفسیر ثنائی مکمل (ثناء اللہ امرتسری)، ص ۳۸ (حاشیہ)

Scanned by CamScanner

الذین یذکرون اللہ قیاماً وقعودًا وّ علیٰ جنوبھم ۱؎

مومن وہ ہیں جو کھڑے ہوئے، بیٹھے اور لیٹنے کی حالت میں خدا کو یاد کرتے ہیں گویا کہ مومنین ہر وقت اور ہر حالت میں ذکرِ الٰہی کو اپنا اوڑھنا اور بچھونا بنا لیتے ہیں اور اس حقیقت کا ذکر مولانا ابوالکلام آزاد اپنی تفسیر ''ترجمان القرآن'' میں یوں بیان فرماتے ہیں:

''وہ ارباب ودانش جو کسی حال میں بھی اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتے، کھڑے ہوں، بیٹھے ہوں، لیٹے ہوں (لیکن ہر حال میں اللہ کی یاد ان کے اندر بسی ہوتی ہے''۔ ۲؎

اور آگے چل کر فرماتے ہیں کہ حق کی معرفت واستقامت کا سرچشمہ اللہ کا ذکر اور کائنات کی خلقت میں تفکر ہے۔ ۳؎

مومنین جب ذکرالٰہی کی کثرت کرتے ہیں تو وہ قربت الٰہی کے حصول کی طرف گامزن ہو جاتے ہیں اور یہ ایک جذبات ومحبت پر مشتمل تحریک بن جاتی ہے۔ یہ محبت کی تحریک دونوں طرف سے ہی ہوتی ہے جب بندہ اپنے باری تعالیٰ کو ہر حالت میں اور ہر وقت یاد کرتا ہے۔ اس کے ذکر میں ہمہ تن محو ہو جاتا ہے۔ جب اس محبت میں یکسو ہو جاتا ہے تو دوسری جانب اللہ تعالیٰ بھی ایسے اپنے محبوب بندوں کو بھی یاد کرتے ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فاذ کرولی أذکر کم ۴؎

ترجمہ: ''پس مجھے یاد کرو کہ میں تم کو یاد کروں گا''

۱۔ القرآن، ۳ : ۱۹۱

۲۔ ترجمان القرآن، ابوالکلام آزاد، ج ۲، ص ۴۱۳

۳۔ ایضاً

۴۔ القرآن، ۲ : ۱۵۲

''صاحب تدبر قرآن'' اس آیت کے تحت فرماتے ہیں کہ مسلمانوں کو منافقین اور مفسدین کی محاذ آرائی کے مقابل میں ثابت قدم رہنے کی تاکید فرمائی گئی ہے اور اس کی تدبیر یہ بتائی ہے کہ ان اشراء کے غوغا سے بے پروا ہو کر تم زیادہ سے زیادہ اللہ کا ذکر اور صبح وشام اس کی تسبیح کرو۔[1]

اگر ہم حضور ﷺ کی سیرت کا اس آیت کی روشنی میں جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ آپ ﷺ بھی ذکر الٰہی کثرت کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی روایت سے آپ کی ایک حدیث ہے کہ:

عن عائشة قالت :

كان رسول الله صلى الله عليه و سلم يذكر الله

على كل أحيانه [2]

ترجمہ: ''حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں، رسول اللہ ﷺ ہر حالت میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے تھے''۔ آپ ﷺ رات کو اس قدر ذکر الٰہی اور عبادت الٰہی میں مشغول رہتے کہ آپ ﷺ کے پاؤں سوجھ جایا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے تو ایک دفعہ عرض کر دیا کہ یا رسول اللہ ﷺ ''کیا آپ کو بھی اتنی عبادت کی ضرورت ہے'' تو آپؐ نے فرمایا ''کیا میں اللہ کی یاد سے غافل ہو جاؤں؟'' آپؐ نے فرمایا کہ یاد الٰہی تو بہت بڑی چیز ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولذكر الله أكبر [2]

۱۔ الصحیح البخاری، ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری، ج ۱، ص ۸۸

۲۔ القرآن، ۸ : ۴۵

ترجمہ: یادالٰہی بہت بڑی چیز ہے۔

صاحب تفسیر "تفہیم القرآن" اس آیت کی روشنی میں لکھتے ہیں کہ اس آیت کا ایک مطلب اللہ کی یاد بجائے خود بہت بڑی چیز ہے۔ خیر الاعمال ہے۔ انسان کا کوئی عمل اس سے افضل نہیں ہے بلکہ ذکرالٰہی کی تاثیر صرف سلبی ہی نہیں ہے کہ برائیوں سے روکے بلکہ اس سے بڑھ کروہ نیکیوں پر ابھارنے والی اور سبقت الی الخیرات پر آمادہ کرنے والی چیز بھی ہے۔[1] بلکہ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ جب جنگ کا میدان ہو، جہاں جان کے لالے پڑے ہوتے ہیں اور میدان جنگ میں ایک خوف اور لرزہ طاری ہوتا ہے تو حکم دیا گیا کہ ذکرالٰہی کیا کرو۔

قرآن میں ارشاد خداوندی ہے:

یأیھا الذین أمنوا أذا لقیتم فئة فاثبتوا واذکروا اللہ کثیراً[2]

ترجمہ: اے ایمان والو! جب تمہارا مقابلہ کسی فوج سے ہو جائے تو تم جم جاؤ اور اللہ کو خوب یاد کرو۔

ذکرالٰہی کی کثرت کرنے کے لیے آپ ﷺ کی سیرت اور ارشادات موجود ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ذکر خدا سے ہر وقت زبان کو تر رکھنا ہی مومن کی خصوصیات میں سے ہے اور آپ ﷺ کی سیرت طیبہ کا یہی درس اول بھی ہے۔

حدیث نبویؐ ہے:

عن عبداللہ بن بسر أن رجلاً قال یا رسول اللہ ان شرائع الاسلام قد کثرت علی فاخبرنی بشئی

۱۔ تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودی، ج ۳، ص ۷۰۷۔

۲۔ القرآن، ۸ : ۴۵۔

Scanned by CamScanner

أتشبث به قال "لا يزال لسانك رطبا من ذكر الله" [1]

ترجمہ: عبداللہ بن بسر فرماتے ہیں، ایک شخص نے عرض کیا کہ اللہ کے رسولؐ! اسلام کے احکام کی مجھ پر کثرت ہو چکی ہے لہذا آپ مجھے کوئی (آسان سی) چیز بتا دیں جس پر میں عمل کرتا رہوں۔ آپؐ نے فرمایا "تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر سے تر رہنی چاہیے"۔ [2]

دوسری حدیث میں آپؐ نے ذکر کے ثمرات بیان کرتے ہوئے فرمایا:
حدیث نبویؐ ہے:

عن الاعرابی مسلم انه شهد علی أبی هریرة و أبی سعید الخدری انهما شهد علی رسول الله صلی الله علیه وسلم انه قال "مامن قوم یذکرون الله الاحضت بهم الملائكة و غشیتهم الرحمة و نزلت علیهم السكینة و ذكرهم الله فیمن عنده" [3]

ترجمہ: اعزابی مسلم فرماتے ہیں کہ وہ حضرت ابوہریرہ اور ابوسعید خدری کے پاس حاضر ہوا (ان دونوں نے فرمایا) کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر تھے کہ آپؐ نے فرمایا "جو قوم اللہ کا ذکر کرتی ہے فرشتے انہیں اپنے گھیرے میں لے

۱۔ صحیح سنن الترمذی، ابوعیسی ترمذی، مترجم ابوانس محمد یحیی گوندلوی، ص ۵۳۔
۲۔ ابن ماجہ، امام محمد بن یزید بن ماجہ، کتاب الادب، باب افضل الذکر، ص ۲۷۷۔
۳۔ مسلم، مسلم بن حجاج القشیری، کتاب الذکر والدعا، ص ۳۴۵، ج ۲۔

Scanned by CamScanner

لیتے ہیں اور رحمت انہیں ڈھانپ لیتی ہے اور ان پر سکونت نازل ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ (بطور فخر) ان کا تذکرہ اپنے فرشتوں سے کرتا ہے جو اس کے پاس ہوتے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر ذکر کی دو بڑی اقسام بیان کرتے ہیں۔

۱) ذکر قلبی: اس سے مراد وہ ذکر ہے جو صرف دل میں ہو اور زبان پر الفاظ نہ ہوں یہ ذکر بالکل مخفی ہوتا ہے اس لیے اسے ذکر خفی بھی کہتے ہیں۔ اس کی بنیادی شرط اللہ کی طرف توجہ ہے۔ ۱

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذکر ربک فی نفسک تضرعاً و خیفة و دون الجهر من القول بالغدو والآصال ولا تکن من الغفلین۔ ۲

ترجمہ: اور یاد کرو اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے اور زبان سے بھی چلائے بغیر (یوں یاد کرو) صبح کے وقت بھی اور شام کے وقت بھی اور نہ ہو جاؤ (یاد الٰہی سے) غافل رہنے والوں سے۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن اسی ایت کے تحت لکھتے ہیں کہ:

"دل کے آئینے سے غفلت کا غبار اور روح کے رخ تاباں سے نافرمانی کے داغ دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ انسان اپنی زندگی کی صبحیں اور شامیں یاد الٰہی میں بسر کرے، ذکر تب اپنا پورا اثر دکھاتا ہے جب ذکر کے دوران انسان عاجزی اور انکساری کا مجسمہ

۱۔ اسلامی تمدن وتاریخ، پروفیسر ڈاکٹر حافظ محمود اختر، ص ۴۹۔

۲۔ القرآن، ۷ : ۲۰۵۔

Scanned by CamScanner

بنا ہوا ہو۔

ii) اسے اس بات کا ہر وقت شدید احساس ہو کہ اس کے اعمال اور اس کا ذکر اس بارگاہ رفعت وجلال کے شایان شان نہیں۔

iii) ذکر گلا پھاڑ پھاڑ کر نہ کرے جس میں بے ادبی کا شائبہ ہو بلکہ درمیانی آواز سے کیا جائے جس میں ادب اور سنجیدگی ہو۔ [1]

صاحب تفسیر حقانی ذکر قلبی کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

ذکر قلبی وہ ہے جس میں انسان اپنے لطائف باطنیہ کو اور اپنے جمیع قوی ادراکیہ کو اس کی طرف (اللہ) متوجہ کر دے اور یہاں تک محویت حاصل ہو کہ اپنے تئیں بھی بھول جائے خواہ نفی اثبات کر کے خواہ مراقبہ سے خواہ توجہ اور ہمت شیخ سے یہ بات حاصل ہو جب انسان کو یہ حالت نصیب ہوتی ہے تو جس طرح ممکنات میں ایک دوسرے کو اثر سے حال بدلتا ہے، مٹی پھول کی صحبت سے معطر اور لوہا آگ میں رہنے سے اخگر ہو جاتا ہے اسی طرح انسان پر آثار تقدس فائض ہوتے ہیں پھر تو اس کی زبان اور اس کی آنکھ خدا کی زبان اور اس کی آنکھ اور اس کے ہاتھ پاؤں، اس کے ہاتھ پاؤں ہو جاتے ہیں (حالانکہ وہ ان چیزوں سے پاک ہے)، جیسا کہ احادیث صحیحیہ میں آتا ہے پھر اس بندہ سے آثار عجیبہ بھی سرزد ہونے لگتے ہیں جن کو معجزات وکرامات کہتے ہیں اور یہ بھی ذکر قلبی ہی کی شاخ ہے''۔ [2]

۱۔ تفسیر ضیاء القرآن، پیر محمد کرم شاہ الازھری، ج ۲، ص ۱۲۔

۲۔ تفسیر حقانی، ابو محمد عبد الحق حقانی، ج ۴۔۳، ص ۴۹۔

Scanned by CamScanner

ii) ذکر لسانی: یہ ذکر کی دوسری بڑی قسم ہے۔ یہ وہ ذکر الٰہی ہے جو زبان کے ذریعہ ہوتا ہے خواہ اونچی آواز سے ہو یا دھیمی آواز سے۔ سورہ اعراف کی متذکرہ بالا آیت میں اس کی اجازت دی گئی ہے اور دھیمی آواز سے اللہ تعالیٰ کو یاد کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ آنحضورﷺ کا فرمان ہے ''اللہ تعالیٰ کا ذکر اس کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنوں کہنے لگیں'' ایک اور ارشاد ہے کہ ''ایسا ذکر کرو کہ منافق لوگ تمہیں ریاء کار کہنے لگیں۔ ان احادیث میں ذکر لسانی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ ریا کاری کا ذکر قلبی میں تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ¹

صاحب تفسیر فتح المنان نے بھی اس لسانی ذکر کو ''ذکر جوارح'' یعنی ہاتھ پاؤں اور اعضاء کا ذکر کہا ہے۔ جس میں ان اعضاء کو ذکر میں استعمال کرنا اور نہیات سے روکنا ہے۔ نماز بھی ایک ذکر الٰہی کی صورت ہے کیونکہ اس میں انسانی جسم کے تمام اعضاء حرکت میں ہوتے ہیں۔ ²

ذکر الٰہی اپنے اندر بے پناہ معاشرتی، اخلاقی، سیاسی، معاشی واقتصادی ثمرات رکھتا ہے۔ جس سے انسان زندگی (دینوی واخروی) کی کایا پلٹ جاتی ہے۔ سب سے بڑی چیز دل کو اطمینان کی دولت سے سرفراز کرنا ہے۔ جس شخص کے قلب میں سکون و اطمینان ہے اس کی زندگی کامیاب ہے اور وہ ہر قسم کی نیکی کی طرف گامزن رہتا ہے اور ہر قسم کی برائی سے محفوظ رہتا ہے اور یہی اطمینان قلب کی دولت فقط ذکر الٰہی سے ہی نصیب ہوتی ہے جس کی شہادت خود قرآن دیتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ۔ ³

۱۔ اسلامی تمدن وتاریخ، ڈاکٹر حافظ محمود اختر، ص ۴۹۔

۲۔ تفسیر فتح المنان، عبدالحق حقانی، ج ۴۔۳، ص ۹۔

۳۔ القرآن، ۱۳ : ۲۸۔

ترجمہ: دھیان سے سنو! اللہ تعالیٰ کی یاد سے ہی دل مطمئن ہوتے ہیں۔

صاحب تفسیر ضیاء القرآن فرماتے ہیں:

''کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ذکر الٰہی سے ہی دل میں اطمینان اور سکون پیدا ہوتا ہے۔ یہی وہ نور ہے جس سے شبہات کے اندھیرے بھاگ جاتے ہیں، یہی وہ غذا ہے جس سے روح کو تقویت ملتی ہے اور انسان میں نیکی کی مضمر صلاحیتیں نشو ونما پاتی ہیں اور جوان ہوتی ہیں۔ اسی سے انسان میں وہ جلال اور قوت پیدا ہوتی ہے جس سے شیطان پر لرزہ طاری ہوتا ہے اور اس کے منصوبے خاک میں مل جاتے ہیں۔ دنیا کی ساری نعمتوں میں سے ''اطمینان قلب'' سب سے عظیم نعمت ہے''۔ [۱]

ذکر الٰہی ایسی نعمت عظمیٰ ہے جس سے تزکیۂ نفس بھی ہوتا ہے اور روحانی بالیدگی بھی۔ تزکیۂ نفس اور روحانی بالیدگی دونوں ایسی ضروری چیزیں ہیں جن کے بغیر دینوی زندگی میں پاکیزگی اور طہارت قائم نہیں رہتی اور اگر دینوی زندگی سے ایسی برکات کو نکال دیا جائے تو زندگی بیکار ہو جاتی ہے۔ بیکار دینوی زندگی آخرت میں عذاب کا موجب بنتی ہے۔

صاحب اسوۂ حسنہ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں کہ:

'' انسانوں کے نفوس کی اصلاح کی جائے اور انہیں اللہ کے فرمانبردار بندے اور وفادار نائب بنانے کی سعی ہونی چاہیے، تزکیۂ نفس اور روحانی بالیدگی کے لیے کام کیا جائے۔ یہ سب کچھ ذکر الٰہی سے ہی ممکن ہے''۔ [۲]

۱۔ تفسیر ضیاء القرآن، ج دوم، ص ۴۸۹۔

۲۔ اسوہ حسنہ، بنت الاسلام، ج ۳، ص ۱۲۔

Scanned by CamScanner

ذکر قربت الٰہی کا ذریعہ ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ نماز کی فضیلت کے بیان میں فرماتے ہیں کہ نماز مومن کی معراج ہے (ارشاد نبویؐ) کیونکہ نماز سے انسان اپنے خالق حقیقی سے ہمکلام ہوتا ہے اور نمازی اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور برکات کا مرکز بنا ہوتا ہے۔ جسم، کپڑے، جگہ پاک ہوتے ہوئے اپنے رب ذوالجلال کی طرف راغب ہوتا ہے اور یہ تمام چیزیں قربت الٰہی کا ذریعہ بنتی ہیں۔ نماز ذکر الٰہی کی ایک بہت بڑی عملی صورت ہے جس میں انسان کے تمام اعضا بھی ذکر الٰہی میں محو ہوتے ہیں۔ [1]

ذکر خشیت الٰہی کا موجب ہوتا ہے۔ اللہ کی یاد سے ذاکر کے دل میں خوف خدا پیدا ہوتا ہے جو اسے احکام خداوندی پر عمل پیرا ہونے پر آمادہ کرتا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

الذین اذا ذکر اللّٰہ و جلت قلوبھم ۔ [2]

ترجمہ: (ایمان والے وہ ہیں) جب اللہ کو یاد کیا جاتا ہے تو ان کے دل دہل جاتے ہیں۔

پیر محمد کرم شاہ الازہری اس آیت کی تشریح فرماتے ہیں کہ:

جب بھی مومن لوگوں کے پاس ذکر الٰہی کیا جاتا ہے تو ان کے دلوں میں خوف خدا پیدا ہو جاتا ہے جس سے ان کے دل ڈرنے لگتے ہیں۔ [3]

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انسان کو فلاح اور کامیابی ہوتی ہے۔ انسان کی زندگی دو حصوں پر مشتمل ہے۔ ایک حصہ دنیوی زندگی پر مشتمل ہے اور دوسرے حصہ کا تعلق اخروی زندگی

۱۔ حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ، مترجم: احمد بن سراج احمد، ص ۳۴۱۔

۲۔ القرآن، ۲۲ : ۳۵۔

سے ہے۔ ہر دو قسم کی زندگیوں میں فلاح و کامیابی کا دارومدار ذکر الٰہی پر ہی ہے جس کی شہادت خود قرآن نے دی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

واذکروا اللّٰہ کثیر العلکم تفلحون۔ [۱]

ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کیا کرو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

صاحب تفسیر ''درس قرآن'' فرماتے ہیں:

> نماز جمعہ کے بعد اور کسب معاش و تجارت وغیرہ میں یہ تاکید فرمائی گئی کہ خداوند کے ذکر و فکر سے پھر بھی غافل نہ رہو۔ کفار کی طرح غافل ہو کر تجارت یا کسب میں نہ لگو بلکہ تجارت، خرید و فروخت اور مزدوری وغیرہ کے وقت بھی اللہ کی یاد جاری رکھو۔ [۲]

خوشحالی اور آسودگی کا حصول ہر انسان کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک ایسی نعمت ہے جس سے اللہ تعالیٰ خوشحالی اور آسودگی سے بھی نوازتا ہے، جس کے نتیجہ میں انسان کی زندگی میں آسانیاں پیدا ہو جاتی ہیں، انسان بے فکر اور بے خوف ہو جاتا ہے اور اس کے معاشرتی مسائل ختم ہو جاتے ہیں اور ایک کامیاب شہری کی حیثیت سے اپنی زندگی گزارتا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے تو فرما دیا کہ جو شخص بھی اللہ کے ذکر سے دوری اختیار کرے گا، اس کی معیشت اس پر تنگ ہو جائے گی۔

ارشاد ربانی ہے:

ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکاً۔ [۳]

۱۔ ضیاء القرآن، ج ۳، ص ۲۱۵۔

۲۔ القرآن، ۶۲ : ۱۰

۳۔ درس قرآن، مولانا محمد احمد، جلد دھم، ص ۵۸۸۔

Scanned by CamScanner

ترجمہ: اور جس نے میری یاد سے منہ پھیرا تو اس کے لیے تنگی معیشت ہے۔

صاحب تفسیر ''رفاعی'' اس آیت کی شرح میں فرماتے ہیں:

''یہاں ذکر سے مراد خدا کی یاد ہے اور یاد محبت کے بغیر کبھی نہیں ہوتی۔ جو دل خدا کی یاد سے معمور ہوتا ہے وہ شقاوت میں مبتلا نہیں ہوتا اور جب اس یاد خدا کا اثر نفس امارہ پر پڑتا ہے تو وہ لوامہ بن جاتا ہے اور اس کے بعد جب یہ اثرات مسلسل پڑتے رہتے ہیں اور نفس کی کیفیت بدلتی رہتی ہے تو وہ مطمئنہ بن جاتا ہے اور جب مطمئنہ بن جاتا ہے تو یہ مادی حجاب دور ہو جاتے ہیں اور نفس کے غلبے سے چھٹکارا حاصل ہوتا ہے۔ [1]

مولانا نعمانی فرماتے ہیں کہ ''یہ ایک فطری بات ہے کہ آدمی جس کسی کی عظمت و کمال کے خیال میں ہر وقت مصروف رہے اور جس کے حسن و جمال کے گن گاتا رہے اس کے دل میں اس کی محبت و عظمت ضرور پیدا ہو جائے گی۔ اور برابر ترقی کرتی رہے گی۔'' آپ یہاں تک فرماتے ہیں کہ اسلام میں جو پانچ وقت کی نماز فرض کی گئی ہے وہ بھی ذکر الٰہی کو عام کرنے کی ہی ایک عملی صورت ہے کیونکہ نماز بلاشبہ اللہ کا ذکر ہے تاکہ انسان دن میں پانچ وقت اس خدائے ذوالجلال کے سامنے عاجزی اور انکساری سے پیش ہو۔ قربت اور محبت ایزدی حاصل ہو۔ [2]

ذکر الٰہی سے اخروی نعمتوں اے نوازا جاتا ہے کیونکہ انسانی زندگی (دینوی) کے بعد زیادہ اہم اخروی زندگی ہے جس میں احتساب اور جزا و سزا کا تصور ہے۔ اس زندگی میں ہر ایک کو اس کے کیے ہوئے اعمال کے مطابق زندگی گزارنا ہوگی۔ وہ زندگی اس کے لیے کانٹوں کا بچھونا یا پھول کی سیج بن سکتی ہے۔ ان ساعات میں کوئی رشتہ کام نہیں

۱۔ القرآن، ۲۰ : ۱۲۴۔

۲۔ تفسیر رفاعی، سید محمد رفاعی عرب، ص ۳۸۵۔۳۸۶۔

Scanned by CamScanner

آ سکے گا سوائے اس کے اپنے اعمال صالحہ۔ مگر ان کٹھن لمحات میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے ذاکرین کو نوید مسرت سے باخبر فرمایا ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

والذاکرین اللہ کثیراً والذکرات اعداللہ لہم مغفرۃ واجراً عظیما۔ [1]

ترجمہ: اور جو مرد اور عورتیں اللہ تعالیٰ کو بہت یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم تیار کر رکھا ہے۔

سید واجد رضوی لکھتے ہیں کہ زوال ملت کیوں ہوا؟ وہ زوال ملت کے اسباب کو بڑی تفصیل سے بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "ملت کے زوال کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ ہم نے تقویٰ اور توکل کو چھوڑ دیا ہے اور تقویٰ ہی اصل میں انسان کو گناہوں، برائیوں سے بچاتا ہے اور نیکی کی طرف راغب کرتا ہے۔ تقویٰ اصل میں ذکر الٰہی کا ثمر ہے۔ [2]

انسان سے گناہ کا ارتکاب ہونا اس کی فطرت میں شامل ہے۔ گناہ کا ہونا اصل میں اعمال صالحہ کی کمی کا باعث اور سبب ہے اور ان گناہوں ہی کی وجہ سے انسان کی مغفرت و بخشش مشکوک ہو جاتی ہے۔ گناہوں کی معافی حاصل کرنا ہر انسان کی خواہش ہوتی ہے تاکہ وہ اپنی برائیوں سے نجات حاصل کر کے اللہ تعالیٰ کے دربار میں سرخرو ہو سکے۔ گناہوں کی معافی بھی ذکر الٰہی ہی میں پنہاں ہے۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کو بخش دیتے ہیں۔

Scanned by CamScanner

فرمان خداوندی ہے:

والذین اذا فعلوا فاحشۃً أو ظلموا انفسھم ذکروا

اللّٰہ فاستغفر والذنوبھم ومن یغفر الذنوب الا اللّٰہ۔[1]

ترجمہ: اور وہ لوگ کہ جب کوئی غلط کام کرتے ہیں اور اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں اس کے بعد خدا کو یاد کر کے اپنے گناہوں کی معافی چاہتے ہیں تو خدا کے سوا کون گناہ بخشنے والا ہے۔[2]

ذکر الٰہی سے غفلت بہت بڑے نقصان کا سبب بنتی ہے کیونکہ ذکر الٰہی سے غافل انسان سست اور کاہل ہو جاتا ہے اور ساتھ ساتھ کام چور ہونا شروع ہوتا ہے جس کی وجہ سے اس کے تمام دینوی اور دینی کام ٹھپ ہو کر رہ جاتے ہیں۔ اس سے بیروزگاری، نکماپن، مفلسی، بیماری، لڑائی جھگڑا جیسی معاشرتی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ اس لیے جو لوگ ذکر الٰہی سے اپنے آپ کو دور رکھتے ہیں وہ نقصان میں ہوتے ہیں۔

ارشاد خداوندی ہے:

یاایھاالذین آمنوا لا تلھکم اموالکم ولاأولادکم

عن ذکر اللّٰہ ومن یفعل ذلک فاولئک ھم الخسرون۔[3]

ترجمہ: اے ایمان لانے والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دیں اور جو ایسا فعل کرے تو یقیناً وہ لوگ نقصان اٹھانے والے ہیں۔

۱۔ القرآن، ۳ : ۱۳۵۔

۲۔ تفسیر رفاعی، ص ۸۱۔

۳۔ القرآن، ۶۳ : ۹۔

Scanned by CamScanner

علامہ ابن کثیر اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ بکثرت ذکر اللہ کیا کریں اور تنبیہ کرتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ مال اور اولاد کی محبت میں پھنس کر ذکر اللہ سے غافل ہو جاؤ پھر فرماتا ہے کہ جو ذکر اللہ سے غافل ہو جائے اور دنیا کی زینت ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے، اپنے رب کی اطاعت میں سست پڑ جائے۔ وہ اپنا نقصان آپ کرنے والا ہے'' [1]

ذکر الٰہی سے دوری اللہ تعالیٰ سے دوری کا سبب بنتی ہے۔ ذکر الٰہی کی کثرت قربت الٰہی کا سبب بنتی ہے۔ نماز کو اسی لیے مومن کی معراج کہا گیا ہے۔ اور عبادت میں سے نماز کی عبادت اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ نماز بھی اللہ تعالیٰ کے کامل ذکر کی ہی ایک عملی صورت ہے، اسی لیے تو نماز اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے۔ نماز پڑھنے سے شرک کی نفی ہوتی ہے۔ انسان کا تکبر ختم ہو جاتا ہے۔ خالق اور مخلوق کا فرق واضح ہو جاتا ہے اور نماز بذات خود بہت بڑے ذکر الٰہی کی ہی صورت ہے۔

ارشاد الٰہی ہے:

واقم الصلوة لذکری۔ [2]

ترجمہ: اور میری یادگاری کے لیے نماز قائم رکھ۔ [3]

صاحب تفسیر ''مظہری'' ''لذکری'' کے بارے میں بیان فرماتے ہیں کہ:

''اس کا مطلب یہ ہے کہ تم نماز کو اس لیے قائم کرو کہ مجھے نماز کے

۱۔ تفسیر ابن کثیر، حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر، مترجم: مولانا محمد جوناگرھی، ج ۵، ص ۳۶۳۔

۲۔ القرآن، ۲۰ : ۱۴۔

۳۔ تفسیر رفاعی، ص ۳۷۶۔

Scanned by CamScanner

اندر یاد کرو کیونکہ پوری نماز ہی ذکر خدا ہے۔ نماز کے اندر آدمی دل و زبان اور تمام اعضاء کے ساتھ اللہ کی یاد میں مشغول ہوتا ہے''۔ ۱

نماز اسلام کا بنیادی ستون ہے۔ کسی عمارت کا بنیادی ستون اس عمارت کے استحکام کا سبب ہوتا ہے۔ نماز کو بہت بڑا ذکر الٰہی قرار دیا گیا ہے۔ دراصل اللہ تعالیٰ کا ذکر ایک ایسی بندگی ہے جو انسان کے لیے ضروری ہے اور اسلام میں اسی کا ہی مقام و مرتبہ ہے۔

سید قطب شہید اسلامی نظریہ کی خصوصیات کے تحت لکھتے ہیں:

''اس کی سب سے بڑی خصوصیت ربانیت ہے جس کے معنی ہیں کہ ربانی نظریہ سے مراد وہ نظریہ ہے جس کو انسان نے اللہ تعالیٰ سے اس کی تمام خصوصیات اور اصولوں کے ساتھ کامل و مکمل حالت میں لیا ہے تاکہ انسان خود اپنے آپ کو اس کے رنگ میں رنگ لے اور اپنی زندگی کو اس کے تقاضوں کے مطابق ڈھالے، ہر وقت اسے یاد رکھے اس کی یاد ہی کی کثرت اسے سچا اور پکا مسلمان بنا دے گی۔ جو اصل میں اسلام کی تعلیمات کا مغز اور روح ہے'' ۲

ذکر کے کلمات:

ذکر کی اہمیت، ضرورت اور اس کے معاشرتی، معاشی، دینی اور دینوی ثمرات کو قرآن و حدیث اور مختلف محققین کی تعلیمات و آرا کی روشنی میں دیکھا جائے تو اس بات کا شدت سے اشتیاق ہونے لگتا ہے کہ وہ کون سے حکمات یا عبادات یا اعمال ہیں جن کے ادا

۱۔ تفسیر مظہری اردو، جلد ہفتم، مولانا ثناء اللہ پانی پتی، ص ۳۶۸۔

۲۔ اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اصول، سید قطب شہید، مترجم: سید شبیر احمد، ص ۷۴۔

Scanned by CamScanner

کرنے سے یہ کہہ سکیں کہ ذکر کر رہے ہیں۔ وہ اعمال درج ذیل ہیں۔

۱) قرآن مجید کی تلاوت:

قرآن مجید کی تلاوت ذکر الٰہی کی ایک اعلیٰ ترین صورت ہے۔ اس کی تلاوت سے بے اندازہ اجر وثواب حاصل ہوتا ہے۔ ایک ایک لفظ پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔ قرآن کو غور وفکر سے پڑھنا سارے افکار سے افضل ہے۔ اس لیے اس سے جو تاثیر پیدا ہوئی ہے اور جو رموز اس کی تلاوت سے کھلتے ہیں وہ انسان پر ایک دائمی اثر چھوڑتے ہیں جس کی بدولت انسان صراط مستقیم کو اختیار کرتا ہے۔

۲) تہلیل:

اس سے مراد 'لا الـــــــہ الا اللّٰہ' (اللہ کے سواء کوئی معبود نہیں) کا پڑھنا ہے۔ اس کو افضل الذکر کہا گیا ہے چونکہ اس میں انسان اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرتا ہے جو تمام نیکیوں کی جان ہے پھر یہ پاک کلمہ دین کی اصل ہے اور ایمان کی جڑ ہے اس لیے اس کی جتنی بھی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہوگی۔

۳) تکبیر:

(اللہ اکبر) 'اللہ سب سے بڑا ہے' اس میں اللہ تعالیٰ کی کبریائی کا اعلان ہے جب انسان زبان سے اس کی بڑائی کا اقرار کرتا ہے تو رفتہ رفتہ اس کی عظمت اس کے دل میں مقام کر جاتی ہے۔

۴) تسبیح:

(سبحان اللہ) 'اللہ پاک ہے'۔ اس میں خداوند کریم کے بے عیب اور جملہ نقائص سے پاک ہونے کا اعلان ہے۔ اللہ کے فرشتے اور تمام مخلوقات اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی کا اعتراف کرتے ہیں۔ اگر انسان بھی اس حقیقت کا اعتراف کرلے تو یہ اس کی خوش نصیبی ہے۔

Scanned by CamScanner

۵) تحمید:

(الحمد للہ) 'تمام تعریفیں اللہ کے لیے ہیں'۔ یہ حمد اسقدر اہم ہے کہ قرآن کریم کا آغاز ہی ''الحمد'' سے ہوا ہے۔ پھر امت محمد یہ قیامت میں 'حمادون' کہلائے گی۔ حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام ''لواء الحمد'' ہوگا۔ آنحضورؐ کے شمائل میں دن رات کی دعائیں ملتی ہیں۔ اکثر کا آغاز اسی لفظ ''الحمد'' سے ہوتا ہے اگر یہ حقیقت دل کی گہرائیوں میں اتر جائے تو انسان اپنے آپ کو اللہ کا مطیع و فرمانبردار بنالیتا ہے۔

۶) استغفار:

استغفر اللہ الذی لا الہ الا ھو الحی القیوم و اتوب الیہ

گناہوں سے مغفرت طلب کرنا۔ گناہ پر ندامت کے بعد ہی ممکن ہے اور یہ ندامت انسان کو توبہ پر آمادہ کرتی ہے اور توبہ سے انسان کی آئندہ زندگی کی اصلاح ہوتی ہے۔

۷) اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ورد:

اللہ تعالیٰ کے ناموں کا ورد بھی ثواب کا باعث ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نام صفاتی ہیں اگر ان کا زبان سے اقرار ہو تو اللہ تعالیٰ کی صفات انسان کے دل پر گہرا اثر ڈالتی ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے:

وللہ الاسماء الحسنیٰ فادعوہ بھا۔ [۱]

ترجمہ: اور اللہ کے بہت اچھے نام ہیں تو تم اسے ان ناموں سے پکارو۔ [۲]

۸) دعا:

دعا ایک بہترین عبادت ہے۔

۱۔ القرآن، ۷ : ۱۸۰۔

۲۔ تفسیر رفاعی، ص ۲۰۹۔

Scanned by CamScanner

ارشادِ نبویؐ ہے:

الدعاء مخ العبادة۔ ۱

ترجمہ: دعا عبادت کا مغز ہے۔

۹) حضورؐ پر درود:

آپؐ پر درود پڑھنا بھی ذکر میں شامل ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

یا یھا الذین آمنوا صلوا علیه و سلموا تسلیما۔ ۲

ترجمہ: اے ایمان والو! نبی ﷺ پر درود و سلام بھیجا کرو۔

۱۰) جملہ عبادات:

تمام عبادات بھی ذکر الٰہی میں شامل ہیں کیونکہ وہ خدا کی یاد کا بہترین ذریعہ ہیں۔

۱۱) تبلیغ دین:

دین لوگوں میں عام کرنا اور اس کے معارف سے روشناس کرانا بھی ذکر اللہ میں شامل ہے اور یہ مسلمانوں کا سب سے اہم اور بنیادی فریضہ ہے۔

۱۔ شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی، ج ۲، ص ۱۹۶۔

۲۔ القرآن، ۳۳ : ۵۶۔

Scanned by CamScanner

کتابیات

۱۔ اسلام کیا ہے؟ مولانا منظور احمد نعمانی، صدیقی ٹرسٹ نشتر روڈ کراچی۔

۲۔ اسلامی تمدن و تاریخ، ڈاکٹر حافظ محمود اختر مطبع معراج الدین، لاہور، ۲۰۰۰ء۔

۳۔ اسلامی دستور حیات، غلام احمد حریری، مطبع ہاشم اینڈ پرنٹر، لاہور، ۱۹۹۱ء۔

۴۔ اسلامی نظریہ کی خصوصیات اور اصول، سید قطب شہید، مترجم سید شبیر احمد، اسلامک بک پبلشرز، لاہور۔

۵۔ اسوۂ حسنہ، بنت الاسلام، بزم بتول، اسلامیہ پارک، لاہور۔

۶۔ القرآن الکریم مع اردو تفسیر، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس۔

۷۔ الصحیح البخاری، ابو عبداللہ محمد اسماعیل بخاری، ترجمہ ظہور الباری، مطبع مکتبہ مدنیہ اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۷ء۔

۸۔ تدبر القرآن، امین احسن اصلاحی، فاران فاؤنڈیشن، ۱۲۲ فیروز پور روڈ، لاہور، مطبع مکتبہ جدید پریس، لاہور، دسمبر ۱۹۷۷ء۔

۹۔ ترجمان القرآن، ابو الکلام آزاد، ساھتیہ اکادمی، نیو دھلی، مطبع جے۔ کے آفسٹ پرنٹرز ۳۱۵، دہلی، ۱۹۸۹ء۔

۱۰۔ ترمذی تالیف ابو عیسیٰ ترمذی، تخریج و تشریح، ابو انیس، محمد یحییٰ گوندلوی، سیالکوٹ، مطبع عاصم بک سنٹر، سبز یال، سیالکوٹ، ۱۴۲۱ھ۔

۱۱۔ تفسیر ابن کثیر، حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر، ترجمہ مولانا محمد صاحب، جونا گڑھی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور۔

۱۲۔ تفسیر ثنائی، ثناء اللہ امرتسری، مطبع استاذ اللہ، گوالمنڈی، لاہور۔

۱۳۔ تفسیر حقانی، ابو محمد عبد الحق الحقانی، مکتبہ الحسن، لاہور۔

۱۴۔ تفسیر رفاعی، سید محمد رفاعی عرب، دینی کتب خانہ، رفاعی منزل، لاہور۔

Scanned by CamScanner

۱۵۔ تفسیر ضیاء القرآن ، ج ۲، پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن، پبلی کیشنز، لاہور۔

۱۶۔ تفسیر مظہری، مولینا ثناء اللہ پانی پتی، ایچ ایم سعید کمپنی، ادب منزل، کراچی۔

۱۷۔ تفہیم القرآن، ابوالاعلیٰ مودودی، ادارہ ترجمان القرآن، لاہور۔

۱۸۔ حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ، ترجمہ احمد بن سراج، مکتبہ رحمانیہ، لاہور۔

۱۹۔ درس قرآن، مولانا محمد احمد، اشاعت القرآن، ناظم آباد، کراچی۔

۲۰۔ زوال ملت اور نشاۃ ثانیہ، سید واجد رضوی، مقبول اکیڈمی، لاہور۔

۲۱۔ شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی، مطیع روحی، لاہور، ۱۹۹۴ء۔

۲۲۔ کیمیائے سعادت، ابو حامد محمد الغزالی، ترجمہ پروفیسر مجید یزدانی، مسلم پریس، لاہور۔

۲۳۔ مکاشفۃ القلوب، ابو حامد محمد بن محمد الغزالی، ترجمہ قاری محمد عطاء اللہ، مکتبہ اسلامیات، لاہور۔

Scanned by CamScanner